سوال

(373) مفقود خاوند کی صورت میں عورت کے متعلق حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کمالیہ سے قاری عبدالرحیم زاہد لکھتے ہیں۔ کہ عورت کا خاوند عرصہ پانچ سال سے لاپتہ ہے تلاش بسیار کے باوجود اس کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں ہوسکا ایسی عورت کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ آگے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیا جائے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

گمشدہ شوہر کو فقہی اصطلاح میں مفقود الخبر کہا جاتا ہے۔ زوجہ مفقود کے نکاح ثانی کے متعلق علمائے امت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ مفقود کی بیوی اس وقت تک عقد نکاح سے فارغ نہیں ہوسکتا جب تک شوہر مفقود کی موت کا یقینی علم نہ ہوجائے۔ کتب فقہ میں اس کی بایں الفاظ بھی تعبیر کی گئی ہے۔ کہ مفقود کے ہم عمر لوگ جب تک زندہ ہوں اس وقت دوسرے مرد سے اس کا نکاح درست نہیں ہے۔ احناف کے مسلک میں یہ روایت بھی ہے کہ ہم عمر لوگوں کی موت کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ اس کا تعین حاکم کی رائے پر ہے۔ جبکہ بعض حضرات نے طبعی عمر کا لحاظ رکھتے ہوئے مدت انتظار کا وقت متعین کیا ہے۔ جس میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کے نزدیک نوے برس اور بعض کے نزدیک 75 یا 70 برس ہیں۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زوجہ مفقود کی مدت انتظار چار سال ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی بنیاد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک فیصلہ ہے: ''جس عورت کا خاوند گم ہوجائے اور اس کا پتہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے۔ تو وہ عورت چار سال تک انتظار کرے پھر چار ماہ دس دن عدت گزار کر چاہے تو دوسرا نکاح کرے۔'' (موطا امام مالک: کتاب الطلاق)

ہمارے نزدیک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا موقف صحیح ہے کیوں کہ اسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فیصلے کی تائید حاصل ہے معاشرتی حالات بھی اس کا تقاضا کرتے ہیں۔ لیکن مدت انتظار کا تعین حالات وظروف کے تحت کیا جاسکتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں زرائع رسل ورسائل اس قدر وسیع اور سریع ہیں جن کا تصور بھی زمانہ قدیم میں محال تھا۔ آج ہم کسی شخص کے گم ہونے کی اطلاع ریڈیو اور اخبارات کے زریعے ایک دن ملک کے کونے کونے میں پہنچا سکتے ہیں۔ بلکہ انٹرنیٹ کے زریعے چند منٹوں میں اس کی تصویر بھی دنیا کے چپہ چپہ میں پہنچائی جاسکتی ہے۔ اس لئے اس مدت کو مزید کم کیا جاسکتا ہے چنانچہ امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان ایک سال مدت انتظار کی طرف ہے۔ چنانچہ وہ اپنی صحیح میں ایک عنوان بایں الفاظ قائم کرتے ہیں؟ مفقود الخبر کے اہل وعیال اور مال ومتاع کے متعلق کیا حکم ہے'؟

اس کے تحت لقطہ کی احادیث لائے ہیں کہ اگر کسی کا گرا پڑا سامان ملے تو وہ اس کا سال بھر اعلان کرے ان احادیث کے پیش کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رجحان کا پتہ چلتا ہے۔ کہ زوجہ مفقود کے انتظار کا وقت ایک سال مقرر کیا جاسکتا ہے کیونکہ نکاح کوئی دھاگہ نہیں کہ جسے آسانی سے توڑ دیا جائے اور یہ ایک ایسا حق ہے جو مرد کے لئے لازم ہوچکا ہے۔

اس عقدہ نکاح کو کھولنے کا مجاز عورت کا شوہر ہے۔ لیکن دفع ضرر کی عدالت مرد کے قائم مقام کی حیثیت سے نکاح فسخ کرسکتی ہے جیسا کہ خلع وغیرہ میں ہوتا ہے اس لئے گم شدہ خاوند سے خلاصی کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ عورت کی طرف رجوع کرے اس سے قبل جتنی مدت بھی گزر چکی ہوگی اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ ہمارے ہاں بعض عورتیں مدت انتظار کرنے کے بعد عدالت کے نوٹس میں لائے یا اس کا فیصلہ حاصل کرنے سے قبل نکاح کرلیتی ہیں ان کا یہ اقدام صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی عورت عدالت کے نوٹس میں لائے بغیر اپنے مفقود الخبر کا چار سال تک انتظار کرے تو اس مدت کا اعتبار کیا جائے گا؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''کہ اگر وہ اس طرح بیس سال بھی گزار دے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔'' (المدینۃ الکبریٰ :2/93)

لہٰذا مدت انتظار کی ابتدا اس وقت سے کی جائے گی۔ جس وقت حاکم وقت (جج) خود بھی تفتیش کرکے مفقود کے بارے میں مایوس ہوجائے عدالت میں پہنچنے اور اس کی تفتیش سے قبل خواہ کتنی مدت گزر چکی اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ اس بنا پر ضروری ہے کہ جس عورت کا خاوند لاپتہ ہوجائے۔ وہ عدالت کی طرف رجوع کرے پھر اگر عدالت بعد ثبوت اس نتیجہ پر پہنچے کہ واقعی شوہر مفقود الخبر ہے تو اسے چاہیے کہ وہ عورت کو مزید ایک سال تک انتظار کرنے کا حکم دے ایک سال تک اگر شوہر نہ آئے تو عدالت ایک سال کی مدت کے اختتام پر نکاح فسخ کردے گی۔ پھر عورت اپنے شوہر کو مردہ تصور کرکے عدت وفات یعنی چار ماہ دس دن گزارنے کے بعد نکاح ثانی کرنے کی مجاز ہوگی۔

واضح رہے کہ ایک سال انتظار کا حکم عدالت اس صورت میں دے گی جب عورت کے پاس اس مدت کے اخراجات موجود ہوں بصورت دیگر عدالت بوجہ عدم موجودگی نفقہ فی الفور نکاح فسخ کرسکتی ہے۔ اب اگر دوران مدت یا دوران عدت اس کا خاوند آجائے تو اسے اس کی بیوی مل جائے گی اگر نکاح ثانی کرلینے کے بعد خاوند آیا تو اس بیوی سے محروم رہنا پڑے گا۔ ایسا ہونا ممکن ہے جیسا کہ چند سال قبل ایک شخص اسلم قریشی کی گمشدگی اور پھر اس کی ڈرامائی انداز میں واپسی ہوئی تھی۔

یہ بھی واضح رہے کہ تفتیش کے اخراجات عورت کے زمہ ہیں۔ بشرطیہ کہ وہ صاحب حیثیت ہو بصورت دیگر بیت المال مصارف تفتیش برداشت کرے گا۔ اگر بیت المال موجود نہ ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ از خود اس ستم زدہ عورت کے ساتھ تعاون کریں اور تفتیش پر اٹھنے والے اخراجات کا بندوبست کریں۔ اگر عدالت اس معاملہ کو بلاوجہ طول اور عورت میں مزید صبر کی ہمت نہ ہو تو مسلمانوں کی ایک جماعت تحقیق کرے۔ اور فیصلہ کرے تو ان کا یہ فیصلہ بھی عدالت کا ہی فیصلہ ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:383